

از پروفیسر سید حبیب الحق ندوی
ڈربن یونیورسٹی، جنوبی افریقہ

اسلام اور مستشرقین

حرف آغاز اسلام، اسلامی تاریخ اور امت مسلمہ کی سہری کا سرچشمہ چونکہ قرآن مجید یعنی کلام الہی رہا ہے اس لئے اسلام اور مستشرقین کے مطالعہ میں بھی اگر اسی مرجع و مصدر کی جانب رجوع کیا جائے تو زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ لفظ مستشرق کی لغوی و نحوی تفسیر و تحلیل کی جاسکتی ہے۔ اور باب استفعال سے خواص کی تعین کیے اور استشرق پر جرح و تعدیل بھی ممکن ہے۔ مگر اقم الحروف اس پورے مسئلہ کو نئے زاویہ سے حل کرنے کی نایبیت میں ہے۔ اور وہ قرآنی زاویہ ہے۔ اگر آج بھی قرآن کریم امت مسلمہ کی فکر کا نقطہ آغاز اور منہا پرہیز بن جائے جس طرح قرون اولیٰ کے مؤمنین با صفا اور غلصہ لہ الدین کا تھا تو نہ صرف سیاسی و سماجی، معاشی و ثقافتی میدانوں میں فتح و فیروز مندی کا غلغلہ مچ سکتا ہے بلکہ علوم و فنون اور سائنس میں بھی شادمانی و کامرانی کا مشرودہ چال فزا و اَنْتُمْ الْاُتْلُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ لا سکتا ہے۔ بعض اجاب کو یہ تجویز مجبورہ معلوم ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ سوال بھی کر سکتے ہیں کہ "قرآن کریم اور مستشرقین کا باہمی ربط کیا ہے؟ اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ اسی ربط کے نشان کے بعد ہمارا سارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اور آج جو غلغلہ شاعر علی و دنیا میں مستشرقین نے مچا رکھا ہے۔ یا ان کے شاگرداں رشیدان مسلم اعتزادیوں نے برپا کر رکھا ہے اس کا علاج بھی ممکن ہے۔ اگر قرآن کریم اسلامی نظام حیات کا منشور ازل سے ہے تو اسے اس مسئلہ کو حل کرتا چاہئے۔ قرآن میں امت مسلمہ کی ہدایت کے لئے بہت سے احکام نازل ہوئے۔ مسلم حکمرانوں اور دانشوروں نے جب ان احکام سے روگردانی کی انہماج میں رہے۔ اور زمانہ اس پر نشان بچھا۔

وَالْعَصْرُ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِۦٓ لَكٰثِرٌ مِّنْ نَّسْوٰٓءٍۭ ۚ لَیْسَ بِجَوٰہِرٍۭٓ بٰلِیْسٍۭ ۚ قَرٰٓءٰتِیْۤہٗٓ سَمِیْعٍۭ ۚ
فرمائی تھی۔ وہ ہمیشہ برحق ثابت ہوئی اور آج تو اظہر من الشمس ہے۔ علم و دانش، ریمیزج و تحقیق کے میدان میں بھی یہی پالیسی ازل سے جاری و جاری رہی ہے۔ مسلم حکمرانوں نے ان احکام الہیہ کو نظر انداز کیا اور اس کی مہر پائی۔ علم و دانش کے میدان میں بھی احکام الہیہ کی سربانی کے نتائج مختلف نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے اپنے رسول کے ذریعہ امت مسلمہ کو یہ فرمان دیا تھا۔

الف۔ وَلَٰكِنْ تَرْضٰی عَنكَ الْیَہُودُ وَلَا النَّصٰرَ
حَتّٰی تَتَّبِعَ مَلَکَہُمْ قُلْ اِنّٰی ہُدٰی اللہ
یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں
گے، جب تک تم ان کے طریقہ پر نہ چلنے لگو

هُوَ الْهُدَىٰ وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ
بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ
مِنَ اللَّهِ مِنْ ذِيٍّ وَلَا نَصِيرَةٍ
(بقرہ - ۱۲۰)

صاف کہو کہ راستہ بس وہی ہے جو اللہ نے
بتایا ہے ورنہ اگر اس علم کے بعد تمہارے پاس
اچکا ہے، تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی
تو اللہ کی کڑے سے سزا دے والا کوئی دوست اور
مددگار تمہارے لئے نہیں ہے۔

ب۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوْا
الْيَهُودَ وَ النَّصَارَىٰ اُوْلٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ
اُوْلٰٓئِكَ اِغْوٰى وَّ مِنْ يَتَوَلَّوْهُمْ
مِّنْكُمْ فَاِنَّهُمْ مِّنْهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ
(مائده ۵۱)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، یہودیوں اور
عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ یہ آپس ہی میں
ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے
کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی
پھر انہی میں ہے۔ یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی
رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مستشرق یا مستشرقین کون ہیں اور ان کی نسل کہاں سے چلی ہے؟ اس کا جواب
بھی اظہر من الشمس ہے۔ مستشرقین روز اول سے آج تک یہود و نصاریٰ رہے ہیں۔ خواہ مشرق میں ہوں خواہ
مغرب میں۔ آٹھویں صدی سے ۱۹۸۳ء تک مستشرقین کی تاریخ محض مذکورہ بالا آیت کریمہ و لَنْ تَرْضٰی عَنْكَ
الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ کی تفسیر و تعبیر رہی ہے بلکہ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ اپنی آیات کی تعبیر رہی ہے
سیاسی میدان ہو یا علم و دانش و ثقافت کا میدان، اسلام دشمنی مستشرقین کی پالیسی کا جزو و اعظم رہا ہے۔ مسلم
اعتزازی سکول کے فیاض اراکین خواہ کسی قدر مستشرقین کے کارناموں کی تحسین پیش کریں، ان کی تقصیرات کو
دامن غفویں جگہ دے کر ان کو صدارت کی کرسی پر بٹھا کر انہیں ہار پہنائیں۔ مگر وہ لَنْ تَرْضٰی عَنْكَ کی معنی میں تبدیلی
پیدا نہیں کر سکتے۔ انہیں حق ہے کہ ہمیں متعسف، متعصب اور غیر منصف قرار دیں۔ مگر قرآن کے معنی میں
تبدیلی کا انہیں حق نہیں جس کی وسعتوں میں اہلبیت سے اور اہلبیت بھی۔ قرآن کریم کے دعویٰ کے اثبات کے
لئے ہمیں چودہ سو سالہ تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنی پڑے گی۔ اس کے بغیر معنی لَنْ تَرْضٰی عَنْكَ کی تشریح
ممکن ہی نہیں ہے۔

اسلام اور مستشرقین: ابتدائیہ | فرمان الہی یعنی اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ عقائد اسلام کا
نقطہ آغاز ہے اور منہائے پرواز بھی۔ یہ تحریک حضرت آدم سے شروع ہوئی اور حضرت محمد علی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ۵۷۰ - ۶۳۲ء پر ختم ہوئی۔ ایک طرف تکمیل دین الیوم اَکْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کا منشور جاری ہوا۔ دوسری
طرف یہ اعلامیہ بھی جاری کر دیا گیا کہ اسلام کے علاوہ کوئی دین اللہ کے لئے مقبول نہیں۔ وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ

اسلام اور مستشرقین
من حیث المسلم اپنے خالق اور باری کے دربار میں واپس ہو۔ وَلَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (آل عمران ۱۰۲) اسلام کی یہ داخلی اور خارجی پالیسی یہود و نصاریٰ کے لئے ہمیشہ ناقابل قبول رہی۔ اسی لئے وہ اسلام دشمنی پالیسی کے سربراہ رہے۔

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد سے خلفائے راشدین کے دور تک یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی پالیسیاں اظہار میں آئیں رہی ہیں۔ تاریخ اسلام کا ہر طالب علم ان سے واقف ہے۔ ان تفصیلات سے یہاں بحث نہیں کی جائے گی۔ یہ مقالہ یہود و نصاریٰ کے علمی و فکری، ذہنی و نفسیاتی رجحانات کی اکسری رپورٹ ہے جو ساتویں صدی عیسوی سے ۱۹۸۳ء تک علیٰ حالہ قائم ہے۔ نیز ان علمی روایات کی سرخ رسانی مقصود ہے جو یہود و نصاریٰ بالفاظ دیگر مستشرقین، اسکالرشپ، تالیفات و تصنیفات کا طرہ امتیاز ہے۔

جدید مستشرقین کا نسب نامہ یا شجرہ نسب جان آت دی مشرق (۱۷۹۰ء یا ۱۷۹۱ء) سے جاملتا ہے جس نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف نفرت اور دشمنی کی تحریک کا آغاز کیا۔ اور تحریری مذاکرات کا منفیانہ دور شروع کیا۔ اور بنی نطینی تاریخ روایات کا صدر اول تسلیم کر لیا گیا۔

دشمنی جان نے ایک سوچی سمجھی اسکیم کے ماتحت اسلام کے خلاف تحریک چلائی۔ اس نے اسلام کو دشمنی (PAGAN) مذہب قرار دیا۔ اور کعبہ کو بت سے تعبیر کیا۔ چونکہ اسلام کی تیسخ کے لئے اُن حضرت صلعم کی سیرت۔ شخصیت و دعوت کی تیسخ ضروری تھی۔ اس لئے اس نے آپ کی حیات طیبہ اور سوانح پر حملہ شروع کیا۔ آپ کی نبوت کا انکار کر کے آپ کو دیومالائی فصول کا ہیرو بنا دیا۔ داستان سازی کے اس صنعت خانہ میں آنحضرتؐ کے بارے میں طرح طرح کے افسانے اور مضحکہ خیز دشمنی خرافات گھڑے گئے۔ یہی کہانیاں لاطینی یا بنی نطینی تاریخ اور بعد میں چرچ کی اسلامی تاریخ کا حصہ بن گئیں۔ اور مستشرقین کی اسکالرشپ کا مصدر اعلیٰ بھی۔ جان اور اس کے پیروؤں نے آنحضرتؐ کو بے دین قرار دیا۔ نیز نبی کا ذب کا خطاب دے کر اسلام کو ایک فاسد دین قرار دے دیا۔ اس نے آنحضرتؐ پر الزام لگایا کہ آپؐ نے ایک پادری کی معیت میں بائبل کو مسخ کر کے اسلام نام کا ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ اسلام میں محمدؐ کی پوجا کی جاتی ہے۔

جان وہ پہلا مسیحی مشرقی مشنری تھا جس نے آنحضرتؐ کی مقدس شخصیت پر جنسی اتہامات کا طومار گھڑا کیا جو بعد میں مغربی اسکالرز کی تحقیق و ریسرچ کا دلچسپ موضوع بن گیا۔ اس نے زینب بنت جحش اور زید بن حارثہ کے واقعہ کو ایک افسانہ بنا دیا۔ یہی افسانہ یورپ میں کلاسیکی موضوعات بن گئے۔ اور آج تک مستشرقین کے محبوب عناوین ہیں۔ ساتھ ہی جان نے تعدد ازدواج، طلاق اور اس قسم کے دیگر مسائل کو اچھالا جو اس کی کتاب DE HAERESIBUS کے آخری باب کے اہم موضوعات ہیں۔

آٹھویں صدی عیسوی میں جان کے پیروں نے ان ہی بنیادوں پر اسلام دشمن لٹریچر کا انبار کھڑا کر دیا۔ یہی منقیانہ لٹریچر مغربی اسکالرشپ کے لئے حوالہ جات کا کام دینے لگے۔ بلکہ ڈل ایجرز (ازمنہ وسطی) سے لے کر مغربی نشاۃ ثانیہ اور نشاۃ ثانیہ سے لے کر انتہائے بیسویں صدی تک مستشرقین کے لئے مصادر کا کام دیتے رہے۔ اسلام دشمن ادب کے اسی انبار میں ایک نامی گرامی رسالہ کا ذکر ہے۔ یہ رسالہ عبدالملک بن اسحاق الکندی کی طرف منسوب ہے۔ چونکہ اس کا اثر مستشرقین پر آج تک موجود ہے۔ اس لئے مغربی اسکالرز نے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ انیسویں صدی میں ولیم اس کا عربی متن پر ڈسٹنٹ مشنری سکول کے اشتعال کے لئے ۱۸۸۰ء میں لندن سے شائع کیا گیا۔ ولیم میور نے اس کا تخیلی ترجمہ زیر عنوان THE APOLOGY OF AL KINDI لندن سے ۱۸۸۶ء میں شائع کیا۔ یہ رسالہ ڈل ایجرز میں رہنما اصول کا کام دیتا رہا۔ مختلف زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔ رسالہ کے مرکزی مضامین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار۔ قرآن کا مذاق (اسے خبط خیالات کا غیر مربوط مجموعہ قرار دینا) سیرت محمدیہ کو جنس اور جنگ سے ملوث کرنا اور دیگر خرافات شامل تھے۔ یہ رسالہ یورپ میں ڈل ایجرز کی اسکالرشپ کو غذا فراہم کرتا رہا۔ آج بھی رسالہ کا آسیب مستشرقین کے سر پر سوار ہے۔ یہی رسالہ برز نطینی مولفین کا مصدر بھی رہا۔ بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ بیسویں صدی کی اسکالرشپ اپنی بھاری بھکم تنقیدی اصطلاحات معروضی اور سائنسی جرح و تعدیل کے زبان و راۓ دعووں کے باوجود اس رسالہ کی گرفت سے ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکی ہے۔

آٹھویں صدی کے اواخر اور نویں صدی کے اوائل میں عروج اسلام پر تھیو سوفین (۷۵۸-۸۱۸) نے

کرائیکل لکھی۔ اس تاریخ THE CHRONICLES OF THE DSOPHANE THE CONFE-

SSOR - کو اناسٹیس ANASTASUS نے اپنی تاریخ چرچ کا حصہ بنا لیا۔ اور یہ دونوں کتب

مستشرقین کے مصادر (SOURCES OF REFERENCE) بن گئے۔ کرائیکل درحقیقت ڈل ایجرز میں شائع شدہ خرافات کا مجموعہ ہے۔ اس کا سر سے دلچسپ حصہ وہ ہے جس میں آنحضرت ص کی تعلیم سے بحث کی گئی ہے۔ مولف نے ثابت کیا ہے کہ محمد اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور ان کو امی کہنا کذب ہے۔ اس کا بدیہی مقصد یہ تھا کہ اگر محمد کو اعلیٰ تعلیم یافتہ ثابت کر دیا جائے تو منطقی طور پر یہ دعویٰ ثابت ہو جائے گا کہ انہوں نے یہودی اور عیسائی الہامی کتب کا بغور مطالعہ کیا۔ اور ان ہی معلومات کی مسخ شدہ صورت کا نام اسلام ہے۔ یہ کہانی اس لئے وضع کی گئی کہ اسلام کی اصلیت (یہودی الاصل یا عیسائی الاصل) (ORIGINS OF ISLAM) کو ثابت کیا جائے۔ آج مغربی امریکی جامعات (یونیورسٹیوں) کا محبوب ترین موضوع درس اصلیت اسلام ہے۔ جس میں ان ہی قدیم مضامین کی تجدید کی جاتی ہے۔ اسی کرائیکل میں آنحضرت کے جنونی دورے (EPILEPTIC FITS) کی داستان بھی گھڑی گئی۔ اس قسم کے بے شمار افسانے مذکور ہیں جن کے اعادہ کی گنجائش نہیں۔

نویں صدی عیسوی میں شاہ بیسل (۸۶۶-۸۸۶) کی فرمائش اور حکم پر ایک برز نطینی مولف نے آنحضرت

اسلام اور مستشرقین

۳۳

الحق

کے خلاف ایک کتاب (REFUTATIO MOHAMMAD) لکھی۔ جس میں آپ کو نبی کا ذب کے علاوہ ابن علیس (العیاذ باللہ) بھی قرار دیا۔ قرآن کو کذب اور خرافاتی داستانوں کا مجموعہ قرار دے کر غیر الہامی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور اسلام کے اساسی عقیدہ لم یلد و لم یولد کا شدید مذاق اڑایا۔ مسلمانوں پر الزام لگایا کہ وہ اصل خدا کی پستش سے دور ہیں۔ اسلام چونکہ عیسیٰ بن مریم کے عقیدہ کا حامی ہے اور عیسیٰ ابن اللہ کی شدت کے ساتھ تردید کرتا ہے۔ اس لئے مولف کی نظر میں یہ مذہب اور اس کے پیامبر و داعی سب کاذب ہیں۔ دسویں اور گیارہویں صدیاں ان ہی انسانوں کی بازگشت ہے۔

مستشرقین کا جو گروہ اسپین کی سرزمین سے اٹھا، وہ ان ہی مصادر کا پروردہ تھا۔ اسلامی علوم و فنون تہذیب ثقافت کا سکہ تقریباً نو سو سالوں تک اندلس میں قائم رہا۔ مگر مستشرقین اسپین نے کبھی اس بات کی سعی نہیں کی کہ بزنطینی مصادر کے بجائے براہ راست اسپین کی اسلامی تہذیب کا مطالعہ کریں۔ انہوں نے کرا نکل کے افسانوں پر اپنی اسکا لرشپ کی بنیاد ڈالی۔

دو مثالیں کافی ہیں۔ قمر طیبہ کا پوپ (ST EUOGIUS) جو عرصہ دراز تک مسلم کچھ کا مطالعہ کرتا رہا۔ اپنی تالیف (LIBER APOLOGETICUS MAR LIRUM) کی بنیاد کرا نکل اور لاطینی مسودات و مخطوطات پر رکھی، جس کا اعتراف خود بھی کیا ہے۔ اس نے آنحضرت اور اسلام کے خلاف شدت نفرت کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ یونانی زبان تک استعمال کی ہے۔ یہ کتاب بھی دیروائی قصوں سے سجائی گئی ہے۔ کچھ افسانے تو خود ساختہ ہیں اور کچھ کرا نکل وغیرہ کے رہیں منت ہیں۔ اسی طرح سان پیر ڈو پاسکل (SAN PERDO PASCAL) نامی دوسرے اندلسی سکالر کی تالیف (SOPRE ELSETONNANOIMETANA) کنڈی کے رسالہ کا چرچہ ہے ان دونوں مؤلفین کے دلوں میں اسلام کے خلاف نفرت کا آہہ سنگ رہا تھا۔ ان کے خیال میں اسپین پر اسلامی حکومت عیسائیوں کے لئے عذاب الہی تھی۔ اسلام ان کی نظر میں عیسائیت کا بدترین جانی دشمن تھا۔ اس سلگتی آگ کو چرنج کی تواریخ نے مزید شعلہ برمال بنادیا۔ چونکہ یہی کتب تالیفات و مصادر عام قاری، علماء اور اسکالرز کے مراجع تھے۔ اس لئے نفرت و حسد کی آگ بھڑکتی ہی چلی گئی۔ ونسنٹ ڈی بیوس متوفی ۱۲۶۷ء نے ان تمام داستانوں کو اپنی تالیف (SPECULAM HISTORICALE) میں جمع کر دیا۔ اور آنحضرت کو وثنی Pagan ذلیل (LOW BORA) ثابت کیا۔ ان کا خیال ہے کہ آں حضرت نے توار کے زور سے طاقت حاصل کی اور وحی کے نام پر دھوکہ دے کر اس کو برقرار رکھا۔

کارزار صلیب اور مستشرقین | اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو نفرت پھیلانی گئی اس کا نقطہ عروج کارزار صلیب تھا۔ مسلمانوں اور اسلام کو مٹانے کے لئے صلیبی جنگیں تقریباً پانچ سو سالوں تک جاری رہیں۔ اور پانچ صدیوں میں وقفہ وقفہ سے یورپ کی مشترکہ عسکری قوت مسلم شرق اوسط پر زندگی کے لئے موت

اور آبادی کے لئے ویرانی کے دیو کی طرح منڈلاتی رہی۔ ۱۵۹۹ء میں پہلی خون آشام جنگیں ہوئیں۔ دوسری صلیبی جنگ ۱۱۴۷ء میں لڑی گئی۔ اور تیسری معروف صلیبی جنگ سلطان صلاح الدین اور شاہ انگلستان رچرڈ کے درمیان ۱۱۸۹ء سے ۱۱۹۳ء تک جاری رہی۔ چوتھی صلیبی جنگ ۱۲۰۳ء اور ۱۲۰۴ء کے درمیان لڑی گئی۔ اور ۱۲۱۷ء میں پانچویں صلیبی جنگ پیش آئی۔ چھٹی صلیبی جنگ کا واقعہ ۱۲۳۸ء میں پیش آیا۔ جب یہ تمام کادشیں ناکام ہو گئیں تو مسلمانوں کی تاراجی کے لئے اہل صلیب نے منگول قوت کے ساتھ عسکری اتحاد ۱۲۵۹ء اور ۱۲۵۰ء کے درمیان قائم کیا۔ اسی اتحاد کا نتیجہ تھا کہ زوال بغداد کا واقعہ ۱۲۵۸ء میں پیش آیا۔ آٹھویں صلیبی جنگ ۱۲۷۱ء میں پیش آئی تو یوں صلیبی جنگ ۱۳۶۵ء اور آخری دسویں صلیبی جنگ ۱۴۶۲ء میں پیش آئی۔ ان صلیبی جنگوں اور خون آشامیوں کا تعلق مستشرقین سے بڑا گہرا ہے۔ کیونکہ پانچ صدیوں میں یورپ کے مفکرین، مؤلفین اور شعراء اسلام کے خلاف مسیحی جذبات کو گدگداتے، اسلام اور مسلمانوں کی تاراجی پر ابھارتے اور ان کے اندر شہادت کا جذبہ پیدا کر کے آمادہ پیکار ہونے کی روح پھونکتے رہے۔ جنگ صلیبی پراسٹیوٹن رنسی مان STEVEN RUNCIMAN کی تین جلدیں قابل مطالعہ ہیں۔ ہلاکو کی زوجہ خاصہ (CHIEF WIFE) ایک عیسائی خاتون تھی۔ جو ہلاکو کی افواج کو مسلمانوں کی تاراجی پر ابھارتی رہی۔ بلکہ حملہ بغداد کے موقع پر وہ خود ہلاکو کے ساتھ معرکہ میں شریک تھی۔ ہلاکو کا سب سے زیادہ معتد علیہ کمانڈر (KUTABUGA) بھی نستوری عیسائی تھا۔ اور بغداد کی مہم میں شریک تھا۔ جب بغداد برباد ہوا تو اسی ہزار افراد قتل کئے گئے (ملاحظہ ہو رنسی مان کی جلد دوم صفحات ۲۶۶ تا ۳۰۰) نیز ملاحظہ ہو راقم الحروف کی فلسطین اور بین الاقوامی سیاسیات باب چہارم ص ۷۶ تا ۲۸)۔

صلیبی جنگوں کی پانچ سو سالہ تاریخ (۱۵۹۹ء تا ۱۷۶۲ء) کے دوران یعنی گیارھویں صدی عیسوی سے پندرھویں صدی عیسوی تک مستشرقین نے اسلام کے خلاف جو لٹریچر پیدا کیا اس کا سہری جائزہ لن توفی ... کی تشریح کے لئے ضروری ہے۔

تمام صلیبی جنگوں میں یورپ کی مشترکہ عسکری قوت کا دیوالہ نکل گیا۔ اسی شکست فاش کی بنا پر اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف نفرت کی نئی لہر دوڑ گئی۔ نثری ادب کے ساتھ شعری ادب بھی پوری قوت کے ساتھ میدان مبارزہ میں اتر آیا۔ شعراء نے اسلام کی تنقیص میں پوری قوت صرف کر دی۔ اس میں دانستے کا نام نامی قابل ذکر ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی تاریخ کی تفسیح کی نئی تحریکیں چل پڑیں۔ ۱۱۷۱ء میں پیٹر

PETER THE VENERABLE نے چند عربی کتب کے تراجم لاطینی زبان میں کرائے۔ رابرٹ

(ROBERT) اور ہرمن (HERMAN) نامی مولفین نے چار عربی کتب کے تراجم کئے۔ جن پر پیٹر نے مقدمے

لکھے۔ یہ مقدمے خرافات سے مرہن تھے۔ رابرٹ نے قرآن کا ترجمہ کیا۔ اور پیٹر نے اس کی تردید کی۔ نیز یہ بھی ثابت کیا

کہ اسلامی عقائد و تعلیمات مضحکہ خیز ہیں۔ پیٹر کی تحریرات اور تالیفات نے یورپ میں اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف باقاعدہ محاذ آرائی کا دور شروع کیا۔ یہی تالیفات مستشرقین کے معصوم مصادر بنے رہے۔ اب اسلام کے خلاف محاذ آرائی میں لاطینی زبان کے علاوہ یورپ کی دیگر زبانیں بھی صف آرا ہو گئیں۔ نثر کے ساتھ نظم بھی صف آرا ہوئی۔ فرانسیسی اور لاطینی نظم نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا۔ یہاں پر چند اہمات الکتاب کا ذکر کافی ہوگا۔

والٹر (WALTER OF SENS) نے لاطینی زبان میں اور ایکسندر (ALEXANDER DUPONT) نے فرانسیسی زبان میں آنحضرتؐ کے خلاف دل کھول کر لکھا۔ ایک شعری مرثیہ کیا رہ سوہالیس اشعار پر مشتمل زیر عنوان (AVILA MUHAMITL) لکھا گیا اور اسے بارہویں صدی کے شاعر امبری کوف (EMBRICOOF MAINC) کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔ اس میں آنحضرتؐ صلعم کے خلاف نفرت کا اظہار ہوا ایک طوفان تھا۔ ہر قسم کے غلیظ اتفاقات استعمال کئے گئے۔ بعضوں نے اسی مرثیہ کو مالڈ برٹ (HILDOBERT OF TOURS) نامی شاعر متوفی ۱۱۳۳ء کی طرف منسوب کر دیا۔ یہ مرثیہ گو یا آنحضرتؐ کی سیرت کا شعری مجموعہ تھا۔ اسی قسم کی شعری سیرت زیر عنوان ادیودی محمد (OTIODE MACHOMET) جو ۱۰۹۰ء اشعار پر مشتمل تھی۔

والٹر نے وسط بارہویں صدی میں لکھی جو پہلے مرثیہ کا نقش ثانی تھا۔ حروب صلیبیہ پر تالیفات کا زور ہوا۔ معروف مولف گلبرٹ (GUILBERT OF NOGENT) نے پہلی صلیب پر ایک کتاب زیر عنوان گیسٹا (GIESTA DEI DER FRAHCEO) لکھی اور ۱۱۱۲ء سے قبل ہی مکمل کر لیا۔ اس تالیف میں آنحضرتؐ کی سیرت پر ایک باب ہے جو ازمنہ وسطیٰ کے خرافات کا چربہ ہے۔ آنحضرتؐ کے نام تک کو مسخ کرنے کی سعی کی ہے۔ اور محمدؐ کے بجائے ماتھومس (MATHOMUS) لکھا ہے۔ اس میں راویوں کی زبانی داستانیں نقل کی گئی ہیں۔ سب سے دلچسپ افسانہ جو مولف نے درج کیا ہے وہ لائق ستائش

مذہب اسلام کے وجود کے سلسلہ میں مولف رقم طراز ہے کہ الکزنڈریا (ALEXANDRIA)

کے پیٹر یارک (PATRIARCH) کا الکشن ہونے والا تھا۔ اس انتخاب میں حصہ لینے والا امیدوار پادری اپنے انتخاب سے مایوس ہو گیا۔ تو اس نے چرچ کے خلاف انتقامی کارروائی کا منصوبہ تیار کیا۔ اس مقصد کی خاطر اس نے محمدؐ کے ساتھ ساز باز کیا اور عیسائیت میں پھوٹ ڈالنے کے لئے محمدؐ کو زبردست تربیت دی اور آپؐ کی شادی ایک مالدار عورت خدیجہ سے کروا ڈالی۔ پادری مذکور نے محمدؐ کی حمایت کی اور ان کی نبوت کا اعلان کیا تا کہ مسیحیت پر ضرب کاری پڑ سکے چنانچہ محمدؐ اس طرح نبی بن گئے۔ اور مذہب اسلام کی دعوت دینی شروع کر دی اس طرح مذہب مسیحیت میں تفرقہ پڑ گیا جو ہنوز باقی ہے۔

اس سے زیادہ دلچسپ داستان لڑی گئی کہ محمدؐ خود پادری (CARDINAL) تھے اور پوپ کے مرتبہ پر ترقی پانے کے امیدوار بھی۔ مگر جب انہیں اس میں کامیابی نہ ہوئی تو وہ روم سے بھاگ کر عربیہ گئے اور وہاں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

ایک روایت کے مطابق یروشلم کے بشاپ سرگیس (SERGIUS) نے محمدؐ کو نبوت کے دعویٰ پر اکسایا اور ان کے لئے قرآن نامی کتاب لکھی۔

بارہویں صدی عیسوی کی خلافات نویسی میں دو ایسے مولفین ضرور نظر آتے ہیں جنہوں نے مستشرقین کی ڈگر سے ہٹ کر اپنی راہ متعین کرنی چاہی۔ مگر ان کی حیثیت اسے میں نمک کی تھی۔ ولیم نامی مولف

(WILLIAM OF MALMESBURY) نے اسلام اور وثنیت (PAGANISM) میں

فرق پیدا کیا اور لکھا کہ اسلام چونکہ توحید کا دعویٰ کرتا ہے اس لئے وثنی نہیں ہو سکتا۔ ۱۲۰۱ء میں اس نے یہ بھی لکھا کہ سلمان محمدؐ کو نہ تو خدا مانتے ہیں نہ ہی ان کی پر جا کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف وہ محمدؐ کو خدا کا نبی تسلیم کرتے

ہیں۔ دوسرا مولف الفونسو (ALFONSO) تھا۔ عوامی لایہوری تھا۔ مگر ۱۱۵۶ء میں مصلحتاً عیسائیت قبول کر چکا تھا۔ عیسائیت اور یہودیت کی باہمی رقابت و تصادم محتاج تعارف نہیں۔ دو ہزار سالہ رقابت کے باوجود آج وہ قرآن کی تصدیق کے مطابق بعضہ اولیا بعض ہیں۔ ہرچ یہ حقیقت جس طرح عیاں ہے۔ شاید تاریخ کے کسی زمانہ میں اس طرح آشکار نہ تھی۔

الفونسو نے یہودیت اور عیسائیت کے درمیان ایک افہامی ڈائیلاگ لکھا جس میں اسلام کے متعلق بہتر خیالات کا اظہار کیا۔ شاید مسیحی دنیا کو جو یہودیوں کی جانی دشمن تھی غیرت دلانا مقصود ہو۔ تیرھویں صدی عیسوی سابقہ ڈگری پر چلتی رہی۔ ۱۲۴۱ء میں ولیم (WILLIAM OF TRIPOLI) نے آنحضرتؐ کی سوانح لکھی۔ تاکہ مشنری اپنی تبلیغ کے لئے استعمال کر سکیں۔ اس سوانح میں مولف خلافات کے علاوہ کچھ پیش نہ کر سکا۔ اس نے قرآن کریم کے بارے میں ایک دلچسپ افسانہ گھڑا۔ اس کے خیال میں قرآن مجید کی ترتیب و تالیف آنحضرتؐ کے وصال کے پندرہ سال بعد ہوئی۔ اس کی تدوین کا کام ایک کمیشن کے حوالہ کیا گیا تھا۔ چونکہ آنحضرتؐ کی تعلیمات میں کوئی نئی اور مفید بات اراکین کمیشن کو نظر نہیں آئی۔ لہذا انہوں نے خود ہی قرآن نامی کتاب کی تدوین کر ڈالی۔

یہ تمام خرافات لاطینی روایات کے اجزائے ترکیبی بنتے چلے گئے۔ مستشرقین نے آنحضرتؐ کی کامیابی کے دو اہم رازوں کا انکشاف کیا۔ ایک تو جادو و جھٹکا اور دوسرا خیاری تھا۔ مولفین نے اصرار کیا کہ اسلام تلوا کے زور سے پھیلا۔ نبوت کے انکار کے لئے یہ دلیل پیش کی گئی کہ اس حضرتؐ نے خود اپنے آپ کو ایک عام آدمی قرار دیا ہے۔ اور کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ لہذا وہ نبی نہیں ہو سکتے۔ (باقی)